جناب عبد الغفار اثر ایم۔اے

قسط (۲)

بصائر و معارف

کیا ظہورِ امام مہدی قریب ہے..؟

(ایک فکر انگیز مقالہ)

گذشتہ اشاعت میں حضرت امام مہدی آخر الزمان کے ظہور کے متعلق جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں قربِ قیامت پر دلالت کرنے والے حالات کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ اسی سلسلہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی "وہن" والی حدیث کا حوالہ دیا گیا تھا اور اسی ضمن میں ممالکِ اسلامیہ بالخصوص عرب ممالک کو عطیاتِ الٰہی (پٹرولیم وغیرہ) کا ذکر کیا گیا تھا تاکہ اس دور کے مسلمان کفر کے مقابلہ میں کسی قسم کی مادی پس ماندگی کی بنا پر کمزور ہونے کا عذر کر کے جہاد جیسے اہم فریضہ کو فراموش نہ کر بیٹھیں۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ آثارِ قیامت کے متعلق واقعات و شواہد پر مبنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہزار کے قریب احادیث مرقوم ہیں۔ جن کی روشنی میں ہر شخص، جو کچھ بھی تفکر و تدبر کا مادہ رکھتا ہے بےاختیار پکار اٹھے گا کہ فی الواقع اس دنیا کا خاتمہ اب قرنوں اور صدیوں کی بات نہیں بلکہ قرآن کی زبان میں یہ "یوم فردا" آیا ہی چاہتا ہے تاکہ مسلمان اس دورِ فتن و شرور سے محفوظ رہنے کیلئے ہر امکانی کوشش سے دریغ نہ کریں۔

علاماتِ قیامت دو قسم کی ہیں۔ خفی اور جلی۔ خفی علامات میں معاشرہ میں مختلف خرابیوں، اخلاقی دیوالیہ پن، شرک و کفر اور فسق والحاد کی کثرت اور خود مسلمانوں کا اسلام سے برائے نام تعلق یعنی اسلام کا صرف نام باقی رہے گا اور امورِ اسلام صرف رسماً باقی رہیں گے اور مسلمان

ہو بہو وہی کام سرانجام دیں گے جو یہودیوں نے سرانجام دیئے ۔ حتیٰ کہ اگر کسی یہودی نے بیٹی سے زنا کیا تو کوئی بدبخت مسلمان بھی ایسا ہی کرے گا) زنا کی کثرت ، بے پردگی ، فحاشی ، عیاشی ، بدکاری ، کھیل تماشے اور لہو ولعب کی کثرت ، جگہ جگہ مسلمانوں کی ذلت و مسکنت (کثیر التعداد ہونے کے باوجود) کے ظہور وغیرہ کا ذکر ہے ۔

چونکہ واقعات کو سمجھنے کے لئے خفی علامات کا تذکرہ ضروری ہے ۔ لہٰذا اشاعت امروز میں بھی ایسی ہی چھوٹی چھوٹی علاماتِ قیامت کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ بلکہ چند مزید اشاعتوں تک یہی سلسلہ جاری رہے گا ۔ تاکہ آپ یہ اندازہ کر سکیں کہ اب ان خفی علامات کا دور قریباً ختم ہو رہا ہے ۔

احادیث کی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مرقوم ہے جس کا مفہوم یہ ہے :

"قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ حجاز میں ایک ایسی آگ نہ نکلے جس کے شعلے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن نہ کر دیں ۔"

امام نوویؒ کہتے ہیں کہ "یہ آگ ہمارے زمانہ میں ۶۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں ظاہر ہوئی یہ آگ اس قدر بڑھی کہ مدینہ کے مشرقی حصہ سے لے کر پہاڑی تک پھیلی ہوئی تھی ۔ شام وغیرہ اکثر شہروں میں اس کے شعلے نظر آرہے تھے ۔ یہ آگ جمادی الثانی کی تیسری تاریخ چہارشنبہ کے دن اس طرح پیدا ہوئی کہ مدینہ میں ایک سخت دھماکہ ہوا ۔ پھر بہت بڑا زلزلہ آیا اور بڑھتا رہا ۔ پانچویں تاریخ کو بہت بڑی آگ پہاڑی میں قریظہ کے محلہ کے قریب نمودار ہوئی ۔ پہاڑ آگ بن کر بہنے لگا اور ادھر ادھر شعلے بن کر اڑنے لگے ۔ آگ کے شعلے بھی پہاڑ معلوم ہوتے تھے ، محلوں کے برابر چنگاریاں اڑ رہی تھیں یہاں تک کہ یہ آگ مکہ معظمہ سے بھی نظر آرہی تھی لوگ گھبرا کر مسجد نبوی میں دعا استغفار کے لئے جمع ہو گئے ۔ یہ حالت مہینہ سے زیادہ عرصہ تک رہی ۔" (بصیرت ص ۱۱۵)

یہی واقعہ رحمۃ للعالمین جلد سوئم میں بھی تفصیل سے مرقوم ہے اور اس کے مصنف قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنے سفر نامہ "حرمین الشریفین" میں بھی تفصیل سے نقل کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ :

"یہ آگ مدینہ منورہ کے اردگرد کی پہاڑی سے ظاہر ہوئی ۔ آہستہ آہستہ اردگرد

کی پہاڑیوں پر پھیلتی رہی تا آنکہ تمام مدینہ کی آبادی کے گرد پھیل گئی اور لمحہ بہ لمحہ اس کا دائرہ تنگ ہوتا رہا پھر مدینہ کی تمام آبادی مرد وزن اور بچے مسجد نبوی میں جمع ہو کر خداوندکریم کے حضور گڑگڑانے، توبہ استغفار اور گریہ میں مصروف ہو گئے۔ قدرتِ خداوندی سے یہ آگ اسی طرح دائرہ کی صورت میں پیچھے ہٹنے لگی اور آہستہ آہستہ بالکل بجھ گئی اور لوگوں نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے اسے عذاب الیم سے بچا لیا ہے۔"

یہ ایک بہت بڑی پیشینگوئی تھی جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرما کر امت کو متنبہ فرمایا تھا جو وقوع پذیر ہو چکی ہے جس کا احوال آپ نے سطور بالا میں پڑھ لیا ہے۔

اسی ذیل میں دجال کی آمد اور جناب مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نزول، یہودیت اور عیسائیت کا کلی طور پر خاتمہ اور اس کے متعلق چند اہم واقعات کے تفصیلی تذکار سے قبل مندرجہ ذیل مضمون کو بغور پڑھیے اور جو سورۂ احزاب کی تفسیر کے سلسلہ میں عہد حاضر کے عظیم مفسر جناب مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے:

"حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے درپے تنزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ آخرکار بابل اور سیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینا شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک مسیح آنے والا ہے جو ان کو ذلت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشنگوئیوں کی بنا پر یہودی ایک ایسے مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو اور لڑ کر ملک فتح کرے۔ بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لا کر فلسطین میں جمع کر دیگا۔ لیکن ان توقعات کے خلاف حضرت عیسیٰؑ ابن مریم جو خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے۔ اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسیح موعود کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں انکو دی گئی تھیں۔ ان کا لٹریچر آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے تلمود اور ربیوں کے ادبیات میں اس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، اس کی خیالی لذت

کے سہارے یہودی صدیوں سے جی رہے ہیں اور یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست سیاسی اور جنگی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے دریائے فرات کا علاقہ، جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں، انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دیگا اب اگر کوئی شخص مشرقِ وسطیٰ کے حالات پر ایک نظر ڈالے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ یہ فوراً محسوس کرے گا کہ اس دجالِ اکبر کے ظہور کے لئے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا "مسیح موعود" بن کر اٹھے گا۔

فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کئے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی سلطنت قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھچے چلے آرہے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اسے ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنس دان اور ماہرین فنون اس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے آرہے ہیں اور ان کی یہ طاقت گرد و پیش کی مسلمان قوموں کیلئے ایک خطرۂ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی میراث کا ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پورا شام، لبنان، اردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندرون، مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر دجال کو ان کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا جس کے ظہور کی خبر دینے پر ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اکتفا نہیں فرمایا ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں پر مصائب

گے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال کے برابر ثابت ہوگا، اسی لئے حضور علیہ السلام فتنۂ دجال سے خود بھی پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے (جیسا کہ نماز میں التحیات کے بعد ہر مسلمان یہ دعا مانگتا ہے)

اس مسیح دجال کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کسی مثیل مسیح کو نہیں بلکہ اصل مسیح کو نازل فرمائیگا جنہیں دو ہزار سال قبل یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جنہیں وہ اپنی دانست میں صلیب پہ چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے ہیں یا اس حقیقی مسیح (ابن مریم) کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں بلکہ دمشق میں ہوگی کیونکہ یہی مقام اس وقت عین محاذ جنگ پر ہوگا اسرائیل کی سرحد سے دمشق بمشکل ۶۰ میل ہے۔ مسیح دجال ستر ہزار یہودیوں کا لشکر لیکر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچیگا۔ ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی حصے میں سفید مینار کے قریب (جو اس وقت موجود ہے) حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے اور نماز امام مہدی آخر الزماں کے پیچھے پڑھ کر مقابلے پر نکلیں گے اور ان کے حملے سے دجال پسپا ہو کر اسرائیل کی طرف پلٹے گا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے۔ آخر کار مقام لُد پر ان کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ اس کے بعد یہودی چن چن کر قتل کر دیئے جائیں گے اور ملت یہود کا خاتمہ ہو جائیگا۔ عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اظہار حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی۔ اور تمام ملتیں ایک امت مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی" (اخذ و اقتباس)

مندرجہ بالا مضمون میں متعدد اشارات ایسے ہیں جن کے متعلق الگ احادیث اور مفصل پیشگوئیاں کتب احادیث میں موجود ہیں جن کا تذکرہ اپنے اپنے موقع محل پر کیا جائے گا۔ یہاں یہ جان لینا ضروری ہے کہ بنی اسرائیل جن عرب علاقوں کو اپنی میراث قرار دیتے ہیں، ان کا ایک بہت بڑا نقشہ تل ابیب کی اسرائیلی پارلیمنٹ کے ایوان کے باہر ہر وقت آویزاں رہتا ہے۔ جس کے اوپر بطور عنوان یہ لکھا ہوا ہے کہ "ہماری منزل مقصود یہ ہے" اس میں مکہ و مدینہ (زاد اللہ شرفہما) کو بھی

انہوں نے شامل کر رکھا ہے۔

یہودی جسے اپنا مسیح موعود قرار دیتے ہیں، وہ اسلامی اصطلاح میں "مسیح الدجال" یعنی کانا دجال نامی سربراہِ یہود ہوگا اور حضور علیہ السلام کی واضح حدیث ہے کہ دجال یہودیوں میں سے ہوگا۔

بمقام لُدّ جہاں تعاقب کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مار گرائیں گے، موجودہ اسرائیل کے ہوائی اڈے کا نام ہے اور افیق کی گھاٹیوں سے نکل کر پہلا میدان یہی آتا ہے جہاں دجال کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پکڑا جانا عین قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے۔ واقعات کی کتنی عظیم صداقت ہے جسے مخبرِ صادق نبی آخر الزمان ؐ نے آج سے چودہ سو برس پیشتر دجال کے مقامِ قتل کا نام تک لے کر واضح کر دیا۔ یہ ایسے اٹل حقائق ہیں جنہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

چنانچہ بھی اسرائیل کے ہوائی اڈے پر انگریزی کے بڑے بڑے حروف میں (LUDD لدّ) لکھا ہوا ہر آنے جانے والا پڑھ سکتا ہے۔

یہودی پارلیمنٹ کی اسی عمارت کے ہال میں جلی حروف میں لکھا ہے کہ "خیبر اور مدینہ کو حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ یہاں ہمارے اسلاف مدفون ہیں"

ایک حدیث میں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہودی مکہ مدینہ کے حاصل کرنے کے لئے یلغار کرتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے لیکن ان کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مقرر فرما دیں گے۔

"علاماتِ قیامت" مصنفہ شاہ رفیع الدین دہلویؒ میں حدیث ابو داؤد کے حوالے سے مرقوم ہے کہ "عیسائیوں کی حکومت خیبر تک جو مدینہ منورہ کے قریب ہے پھیل جائے گی"

(جاری ہے)

لودھراں میں "ترجمان الحدیث"

ملنے کا پتہ

خواجہ نیوز ایجنسی، لودھراں (ضلع ملتان)